وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

نشر الفوائد الجلالی

شرح ونوٹ

شرح العقائد النسفی

مؤلفہ

جناب مولانا عبید الحق صاحب جلال آبادی فاضل دیوبند

سابق صدر المدرسین مدرسہ عالیہ ـــــ ڈھاکہ

وخطیب بیت المکرم ڈھاکہ

ناشر

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ ۔ کراچی ۱

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

نشر الفوائد الجلالی

شرح ونوٹ

شرح العقائد النسفی

مؤلفہ

جناب مولانا عبید الحق صاحب جلال آبادی فاضل دیوبند

سابق صدر المدرسین مدرسہ عالیہ ــــ ڈھاکہ

وخطیب بیت المکرم ڈھاکہ

ناشر

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ کراچی

طبع دوم ۱۹۹۰ء

دیباچہ طبع دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی ضابطۂ حیات کا اصل ماخذ قرآن وسنت ہے۔ خیر القرون میں مسلمانوں کی تعلیم وتعلم کا موضوع ان دونوں ہی میں منحصر تھا، لیکن بعد کے دور میں تہذیب وتمدن کی ترقی ووسعت کے ساتھ عصری تقاضا کے پیش نظر علوم وفنون میں بھی تنوع اور کثرت رونما ہوتی رہی، اسلامی زندگی کے ہر ہر شعبہ کے لئے مستقل علوم وفنون مرتب ومدون ہونے لگے اور ایک ایک فن پر سینکڑوں کتابیں تصنیف ہوتی رہیں ان اسلامی علوم وفنون میں علم عقائد وکلام کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں، مگر یہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے طویل نصاب تعلیم میں اس فن پر صرف ایک ہی مختصر کتاب کو جگہ ملی ہے۔ وہ بھی بعض فلسفیانہ بحثوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے صرف طلبہ ہی کے لئے نہیں اکثر اساتذہ کی نظر میں مشکل ترین کتابوں میں شمار ہونے لگی۔

بنا بریں بعض احباب کی فرمائش پر کافی عرصہ پہلے اردو میں "نشر الفوائد" کے نام سے ایک شرحی نوٹ لکھنے کا موقع ہوا تھا جس میں کتاب کے مشکل مباحث حل کرنے اور مغلق عبارتوں کو بآسانی واضح کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ طلبہ اور اساتذہ کے دونوں حلقوں میں اس کی قدردانی کی اطلاعیں ملتی رہیں۔ مگر طبع اول کے بعد پھر اس کی طباعت کی نوبت نہیں آئی اس لئے مدت سے کتاب بالکل نایاب تھی۔ اب بحمد اللہ بندہ زادہ عزیزم حافظ مولوی محمد سعود الحق ندوی سلمہ، نے اس کی ضرورت اور افادیت کو محسوس کر کے اپنے جدید کتب خانہ کی طرف سے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ امید کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی یہ ہمت اور بھی اہم دینی کتابوں کی طباعت واشاعت کے لئے مقدمۃ الخیر ثابت ہوگی

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

ناکارہ عبید الحق غفرلہ

۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۴۱۰ھ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۹ء

لازمی طور پر یہ علم حاصل ہوگا کہ وہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا ہے اگرچہ پھر بھی کذب ممکن ہے فی نفسہ۔ اس لئے کہ امکان ذاتی یعنی عقل کا جہتہ خلاف کو جائز رکھنا حصول علم قطعی کے منافی نہیں جیسا کہ ہم قطعی طور پر جانتے ہیں کہ جبل اُحُد سونا نہیں ہوا پھر بھی فی نفسہ یہ بات ممکن ہے اسی طرح یہاں بھی عادت کے بموجب علم حاصل ہوگا اس لئے کہ حس کی طرح عادت بھی علم کے ذرائع میں سے ہے۔ اور یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ معجزہ غیر اللہ سے ہو یا تصدیق کی غرض سے نہ ہو یا کسی جھوٹے کی تصدیق کے لئے ہو وغیرہ وغیرہ علم بالصدق کے حاصل ہونے میں خارج نہیں۔ جیسا کہ حرارت نار کا علم ضروری حسی حاصل ہونے میں یہ امکان مخل نہیں کہ آگ سے حرارت زائل ہو سکتی ہے یعنی عدم حرارت مان لیں۔ تو محال لازم نہیں آتا۔

س ۲ - من هو اول الانبياء ومن هو آخرهم؟

ج - حضرت آدم اول الانبیاء ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخر نبی ہیں۔ آدم علیہ السلام کی نبوت تو قرآن سے ثابت ہے کہ وہ مامور و منہی تھے حالانکہ ان کے زمانہ میں کوئی دوسرے نبی نہیں تھے تو ان ہی پر وحی نازل ہوئی ہوگی۔ اور جس پر وحی نازل ہوتی ہے وہ نبی ہے۔ احادیث اور اجماع سے بھی ثابت ہے۔ اسی لئے بعض سے منقول ہے کہ ان کی نبوت کا انکار کفر ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت یوں معلوم ہے کہ انھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا جو ہم تک تواتراً پہنچا ہے۔

پھر اس دعویٰ کی تائید میں معجزے پیش کئے (۱) اللہ کا کلام پیش فرمایا۔ اور تمام بلغاء عرب کو اس کے مقابلہ کی دعوت دی۔ باوجود کمالِ بلاغت کے اس کی چھوٹی سی سورت کے بھی معارضہ کرنے سے سب عاجز رہے۔ حالانکہ اس کی انتہائی کوشش کی حتیٰ کہ اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا۔ بالآخر حروف کے معارضہ سے عاجز آکر سیوف سے مقابلہ پر آمادہ ہو گئے۔ ان سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ کلام اللہ کے برابر نہیں تو قریب تر کلام بھی مقابلہ میں پیش کریں۔ باوجودیکہ اسباب اور کامل دواعی موجود تھے اس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ یہ واقعی اللہ کی جانب سے ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کا دعویٰ سچا ہے (۲) حضورؐ سے خلاف عادت امور کا ظاہر ہونا اس قدر کثرت سے منقول ہے کہ سب کی قدر مشترک یعنی نفس ظہور معجزہ، درجۂ تواتر کو پہنچتا ہے اگرچہ جزئی جزئی کی تفصیلات آحاد ہیں جیسے حضرت علیؓ کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت متواتر ہیں مگر ان کے واقعات آحاد ہیں۔ ارباب بصیرت حضورؐ کی نبوت پر اور دو طرح سے استدلال کرتے ہیں (۱) وہ امور جو متواترا منقول ہیں یعنی آپ کے احوال، نبوت سے قبل، زمانۂ دعوت میں اور اتمام دعوت کے بعد، بلند اخلاق، باحکمت فیصلے، بہادروں کے عاجز آجانے کے مواقع میں اقدام، جمیع احوال میں خدا کی حفاظت پر بھروسہ رکھنا اور دہشت و خوف کی حالت میں ثابت قدم رہنا، اس طرح پر کہ آپ کے دشمن کو

باوجود سخت عداوت اور درپے طعن ہونے کے طعن کا موقع نہ ملنا۔
ان سب باتوں کے پیش نظر عقل یہ حکم لگانے پر مجبور ہے کہ غیر انبیاء میں
ایسے امور جمع نہیں ہو سکتے اور یہ بھی ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کمالات
کو ایسے شخص کے حق میں اکٹھا کر دے جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ
وہ افتراء پرداز ہے۔ اور اس کو تیئیس ۲۳ سال تک مہلت دے۔ پھر اس کے
دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے اور دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی
مدد کرے۔ اور موت کے بعد قیامت تک اس کے آثار کو زندہ رکھے

(۲) حضورؐ نے ایسی قوم کے سامنے نبوت جیسے امر عظیم کا دعویٰ کیا
جن کے پاس نہ کتاب ہے نہ حکمت ہے۔ پھر ان کو کتاب و حکمت دی
اور احکام و شرائع کی تعلیم فرمائی۔ اور مکارم اخلاق کو کمال تک پہنچایا
بہت سے لوگوں کو علمی اور عملی فضائل میں کامل بنایا۔ تمام عالم کو
ایمان اور عمل صالح سے منور کیا۔ اور خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق
ان کے دین کو سب دین پر غالب کیا۔ نبوت اور رسالت کے معنی
سوائے اس کے اور کیا ہیں۔ بہر حال جب آپ کی نبوت ثابت ہو گئی
اور آپ کا کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام جو آپ پر نازل ہوا ہے اس پر
دلالت کرتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور تمام لوگوں بلکہ جن و انس
کی طرف مبعوث ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ آخری نبی ہیں۔ اور آپ کی نبوت
عرب کے ساتھ خاص نہیں ہے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ یہ شبہ نہ ہو
کہ آپ آخری نبی کیسے ہوئے۔ حالانکہ حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ

قربِ قیامت میں نازل ہونگے کیونکہ اُس وقت مستقل نبی کی حیثیت سے نازل نہیں ہونگے بلکہ حضور علیہ السلام کا اتباع کرینگے۔ ان کی اپنی شریعت منسوخ رہیگی۔ ان کی طرف وحی نہیں آئیگی اور نہ مستقل احکام بلکہ حضورؐ کے خلیفہ ہونگے۔ اصح قول یہ ہے کہ لوگوں کی امامت کریں گے۔ اور مہدی علیہ السلام بھی ان کی اقتداء کریں گے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ افضل ہیں تو ان ہی کی امامت اولیٰ ہے۔

س ۱۲۔ هل یحصر عدد الانبیاء حتما، وهل الانبیاء معصومون عن الذنوب جمیعًا او عن الکبائر خاصة ومن هو افضل الانبیاء؟

ج۔ بعض احادیث میں انبیاء علیہم السلام کا عدد مروی ہے چنانچہ حضورؐ سے جب عدد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ دوسری روایت میں دو لاکھ چوبیس ہزار مذکور ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ شمار میں کسی خاص عدد کی تعیین نہ کیجائے کیونکہ خدا کا ارشاد ہے "منهم من قصصنا علیك ومنهم من لم نقصص علیك"۔ اور عدد بیان کرنے میں یہ احتمال ہے کہ غیر نبی بھی شمار میں آجائیں جبکہ اصل عدد سے زیادہ شمار کریں اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعض انبیاء خارج ہو جائیں جبکہ کم شمار کریں۔ یہ احتمال اس لئے ہے کہ حقیقی عدد تو یقینی طور پر ہم کو معلوم نہیں۔ اور خبر واحد جس میں عدد مذکور ہے وہ اگر تمام شرائط معتبرہ پر مشتمل بھی ہو تو زیادہ سے زیادہ ظن کو مفید ہوگی۔ اور اعتقادیات کے اثبات میں ظن کا اعتبار نہیں خاصکر